© rasailojaraid.com

غزوۂ بنی نضیر

سبب اور زمانے کی تعیین

(۳)

از مولانا ڈاکٹر ظفر احمد صاحب صدیقی

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سلسلۂ زیر بحث میں ابن اسحاق وغیرہ اہل مغازی کی اول الذکر روایت اور عبدالرزاق کی ثانی الذکر روایت کے درمیان جمع و تطبیق کی کیا شکل اپنائی جائے؟ کیونکہ دونوں روایتوں کا تفصیلی سیاق کچھ اس قسم کا ہے، جس سے بظاہر دونوں کے درمیان تعارض کا احساس ہوتا ہے۔ اس کی وضاحت یوں کی جاسکتی ہے کہ دونوں روایتوں میں بنو نضیر کی جانب سے آنحضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش اور پھر اُن کی جلا وطنی کا ذکر موجود ہے، جس سے لازمی طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انھوں نے دوبار سازش کی اور دوبارہ جلا وطن کیے گئے۔ جہاں تک دو مرتبہ سازش کا تعلق ہے تو اس میں تو کوئی مضائقہ نہیں، لیکن ان کا دو بار جلا وطن کیا جانا نہ قرین قیاس ہے اور نہ امر معقول۔

اس اشکال کے دفعیہ کے لئے عبدالرزاق کی روایت کی اگر یہ توجیہہ کی جائے کہ اس میں بنو نضیر کی جس سازش کا ذکر کیا گیا ہے، وہ خود راوی کی تصریح کے مطابق، غزوۂ بدر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے چھ ماہ بعد کا واقعہ ہے اور اگرچہ اس موقع پر بھی بنو نضیر کا محاصرہ کیا گیا، لیکن غالباً سر۔ ۔تت یہ لوگ جلا وطن نہیں کیے گئے۔ البتہ واقعۂ بئرِ معونہ کے بعد جب ان لوگوں نے دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ بنایا تو اس مرتبہ محاصرے کے بعد انھیں جلا وطن بھی کر دیا گیا تو دونوں روایتوں کا تعارض دور ہو سکتا ہے۔

جمع وتطبیق کی یہ شکل اگرچہ علمائے متقدمین میں کسی کے یہاں منقول نہیں، لیکن ہندوستانی علماء میں علامہ شبلی نعمانی (ف ۱۹۱۴ء) نے "سیرۃ النبی" جلد اوّل[1] میں متذکرہ بالا دونوں روایات کو اس انداز میں نقل کیا ہے جس سے یہی مستفاد ہوتا ہے کہ وہ سازش سے دونوں واقعات صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ اسی طرح مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ نے بھی اپنی تصنیف "عہدِ زریں"[2] میں اور مولانا محمد ادریس کاندھلوی (ف ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء) نے "سیرۃ المصطفیٰ"[3] میں غزوۂ بنی نضیر کے ذیل میں سازش کے ان دونوں واقعات کو نقل کیا ہے۔ محدثِ جلیل حضرت مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی مدظلہٗ نے بھی راقم الحروف سے ایک زبانی گفتگو میں جمع وتطبیق کی یہی شکل بیان فرمائی ہے۔

اس توجیہہ پر زیادہ سے زیادہ ...... یہ اشکال کیا جا سکتا ہے کہ عبدالرزاق کی روایت میں "دعدا إلی بني النضیر بالکتائب، فقاتلهم حتی نزلوا علی الجلاء، فجلت بنو النضیر" کے الفاظ بھی موجود ہیں، جس سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ اس محاصرے کے بعد وہ جلا وطن بھی کر دیئے گئے۔

اس اشکال کا دفعیہ اس طور پر کیا جا سکتا ہے کہ کسی واقعے کی جزئیات کے نقل میں

---

[1] علامہ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، مطبع معارف، اعظم گڑھ، طبع دہم، ۱۹۷۵ء، ۱/۱۰-۴۰۹۔

[2] مولانا سید محمد میاں دہلوی، عہدِ زریں، کتابستان، دہلی، طبع اول، ۱۹۶۹ء، ۱/۱۲۹-۱۲۸۔

[3] مولانا محمد ادریس کاندھلوی، سیرۃ المصطفیٰ، ربانی بک ڈپو، دہلی، ۱/۳۴۳-۷۱۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

روایت نقل کرنے والے مختلف طریقے اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ عام روش ہے کہ ایک راوی کسی واقعہ کے ایک جزو کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہے تو دوسرا اس کے بیان میں اختصار سے کام لیتا ہے۔ اسی طرح ایک راوی بعض جزئیات کے ذکر کو ضروری سمجھتا ہے تو دوسرا ان کو حذف کر دیتا ہے۔ مثال کے طور پر حضرت ماعز الاسلمی اور غامدیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے رجم سے متعلق تمام روایات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ واقعہ کی تمام جزئیات کسی ایک روایت میں مذکور نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ محدثین و ارباب سیر بسا اوقات کسی واقعے سے متعلق تمام روایات کو جمع کر کے ایک مکمل روایت کی شکل دے دیتے ہیں۔ چنانچہ امام زہری (ف ۱۲۴ھ) نے واقعۂ ہجرت کے بیان میں یہی طریق کار اختیار فرمایا ہے اور امام بخاری نے ان کی اس روایت کو "الجامع الصحیح" میں داخل بھی کیا ہے۔

اس اصول کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ عبد الرزاق کی زیر بحث روایت میں بھی راوی نے اخیر کے واقعات کے بیان میں اختصار سے کام لیا ہے۔ اسی لئے بنی نضیر کے آخری محاصرے اور جلاوطنی کے زمانے کی تصریح نہیں کی ہے، بلکہ اجمالاً یہ بتا دیا ہے کہ بنی نضیر کا انجام یہ ہوا کہ وہ بالآخر جلاوطن کر دیے گئے۔

اب اگر اس موقع پر یہ کہا جائے کہ عبد الرزاق کی روایت "مسند" ہے یعنی اس کی سند صحابی تک جا پہنچتی ہے، اس کے برخلاف ابن اسحاق وغیرہ کی روایت "مرسل" ہے یعنی اس کی سند تابعی ہی پر ختم ہوجاتی ہے۔ لہٰذا جمع و تطبیق کے بجائے کیوں نہ ترجیح کے اصول پر عمل کرتے ہوئے ابن اسحاق وغیرہ کی روایت کے مقابلے میں عبد الرزاق کی روایت کو راجح قرار دیا جائے، جیسا کہ علامہ سمہودی (ف ۹۱۱ھ) نے "وفاء الوفاء" میں یہی صورت اختیار کی ہے۔ لکھتے ہیں:

ثم کانت غزوۃ بنی النضیر۔ قلت... | پھر غزوۂ بنی نضیر پیش آیا۔ میں کہتا ہوں...

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ذکرها ابن اسحاق فی الواقعات بعد بئر معونة، وأن سببها أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم جاءهم يستعينهم فی دية، وجلس إلی جنب جدار لهم فخلا بعضهم إلی بعض... الخ ووافق ابن اسحاق علی ذلك جل أهل المغازی۔ واصح منه ما رواه ابن مردویه، أنهم أجمعوا علی الغدر، فبعثوا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، اخرج إلینا فی ثلاثة من اصحابك، ويلقاك ثلاثة من علمائنا... الخ [1]

ابن اسحاق نے اسے غزوۂ بئر معونہ کے بعد ۴ھ کے واقعات میں درج کیا ہے اور یہ کہ اس کا سبب یہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دیت کے سلسلے میں مدد لینے کے لیے ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کی ایک دیوار کے سائے میں بیٹھ گئے۔ پھر بنو نضیر تنہائی میں پہنچے... الخ تمام اہل مغازی نے واقعے کے اس سیاق کے سلسلے میں ابن اسحاق کی موافقت کی ہے اور اس سے زیادہ صحیح ابن مردویہ کی روایت ہے کہ بنو نضیر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدعہدی کے بارے میں اتفاق رائے کیا، چنانچہ آپؐ کے پاس کہلا بھیجا کہ آپؐ اپنے تین صحابہ کو ساتھ لے کر ہمارے یہاں آئیں۔ ہمارے تین علماء آپؐ سے ملاقات کریں گے... الخ

تو ہم جواب میں عرض کریں گے کہ بلاشبہ عبدالرزاق ابن مردویہ کی روایت سند کے لحاظ سے 'اقوی' بھی ہے اور 'اصح' بھی، لیکن مشکل یہ ہے کہ ابن اسحاق کی "روایت" 'مرسل' ہونے کے باوجود متعدد "طرق" (سندوں) سے ثابت ہے۔ اس کے برخلاف عبدالرزاق

---

[1] علی بن عبداللہ السمہودی، وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ، تحقیق محمد محی الدین عبدالحمید، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱/۲۹۸-۲۹۷۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی روایت مسند ہوتے ہوئے بھی محض ایک ہی طریق (سند) سے ثابت ہے۔ دوسرے ابن اسحاق کی روایت کو محدثین، مورخین اور ارباب سیر نے عام طور پر قبول کر لیا ہے اور خود محدثین کا اصول ہے کہ جو "مرسل" روایت متعدد طرق (اسناد) سے ثابت ہو اور عام طور پر اس پر اعتماد کیا گیا ہو تو وہ محض 'ارسال' کی بنا پر نا قابل اعتنا قرار نہیں پائے گی، بلکہ بعض صورتوں میں اسے 'مسند' روایت پر بھی ترجیح حاصل ہوگی۔ اس کی تصریحات ذیل میں ملاحظہ ہوں:

حافظ ابن رجب الحنبلی (ف ۷۹۵ھ) لکھتے ہیں:

واحتج بالمرسل أبوحنيفة وأصحابه ومالك وأصحابه، وكذا الشافعي وأحمد وأصحابهما، إذا اعتضد بمسند آخر، أومرسل آخر معناه عن آخر، فيدل على تعدد المخرج، او وافقه قول بعض الصحابة، أو إذا قال به أكثر اهل العلم، فاذا وجد أحد هذه الأربعة دل على حجة صحة المرسل ؎

امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب اور امام مالکؒ اور اُن کے اصحاب 'مرسل' کو قابل حجت سمجھتے ہیں۔ اسی طرح امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اور ان دونوں کے اصحاب بھی 'مرسل' سے استدلال کرتے ہیں جب کہ کوئی دوسری مسند روایت اس کی مؤید ہو، یا اس کی ہم معنی کسی دوسری مرسل روایت سے اس کی تائید ہوتی ہو کیونکہ اس سے ماخذ کے تعدد کا پتہ چلتا ہے، یا بعض صحابہ کے اقوال سے اس کی تائید ہو، یا اکثر اہل علم اس کے قائل ہوں۔ ان چار امور میں سے کسی ایک کی موجودگی 'مرسل' کی صحت کی حجیت کی دلیل ہوگی۔

؎ ابوبکر الحازمی، شروط الائمۃ الخمسۃ، تصحیح و تعلیق شیخ محمد زاہد الکوثری، مطبعۃ الترقی، ۱۳۴۶ھ حاشیہ ص ۴۴-۴۵۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علامہ ابن تیمیہؒ (ف ۷۲۸ھ) "منہاج السنۃ النبویۃ" میں رقم طراز ہیں:

وإذا جاء المرسل من وجهين، وكل من الراويين أخذ العلم عن غير شيوخ الآخر، فهذا يدل على صدقه، فإن مثل ذلك لا يتصور في العادة تماثل الخطاء فيه وتعمد الكذب، فان هذا مما يعلم أنه صدق، فان المخبر إنما يؤتى من جهة تعمد الكذب، ومن جهة الخطاء، فاذا كانت القصة مما يعلم أنه لم يتواطأ فيه المخبران، فالعادة تمنع تماثلهما في الكذب عمداً وخطاءاً ومثل ان تكون قصة طويلة فيها أقوال كثيرة، رواها هذا مثل ما رواها هذا، فهذا يعلم أنه صدق[1]

اگر "مرسل" روایت دو الگ الگ طریق سے ہم تک پہنچی ہو اور دونوں راویوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کے شیوخ کے علاوہ سے علم حاصل کیا ہو، تو یہ اس "مرسل" کی صداقت کی علامت ہے۔ اس لئے کہ ایسی صورت میں ایک جیسی غلطی کا ارتکاب اور یکساں طور پر کذب بیانی کا ارادہ عادتاً متصور نہیں ہے بلکہ یہ روایت کے مطابق واقع ہونے کی علامت ہے۔ اس لئے کہ مخبر پر دانستہ کذب بیانی یا نادانستہ غلط بیانی، دو ہی طرح الزامات عائد کیے جاتے ہیں، لہذا جب کسی واقعے کے بارے میں یہ معلوم ہو جائے کہ اس کے بیان میں دو مخبر متفق ہیں تو عادتاً یہ بات ممتنع ہے کہ دونوں نے دانستہ یا نادانستہ خلاف واقعہ بیان پر اتفاق کر لیا ہو۔ اسی طرح اگر کوئی ایسا طویل قصہ ہو جس میں بہت سارے اقوال ہوں اور دو الگ راوی اسے ایک ہی طرح نقل کر رہے ہوں تو یہ بھی اس کی صداقت کی علامت ہے۔

---

[1] علامہ ابن تیمیہ، منہاج السنۃ النبویۃ، مطبعۃ بولاق، ۱۳۲۱، ۴/۱۱۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علامہ جلال الدین السیوطی (ف ۹۱۱ھ) "تدریب الراوی" میں لکھتے ہیں:

نعم إن صح مخرج المرسل بمجیئه من وجه آخر مسندًا أو مرسلًا، أخذه من أخذ من رجال المرسل الأول كان صحيحًا۔ ويتبين بذلك صحة المرسل وما عضده وصحيحان، لو عارضهما صحیح من طريق واحد رجحناهما عليه بتعدد الطرق، إذا تعذر الجمع بينهما[1]

اگر مرسل روایت مُسندًا یا مرسلاً کسی دوسرے طریق سے بھی ثابت ہو اور دوسری مرسل روایت کے رجال پہلی مُرسل کے رجال سے مختلف ہوں، تو وہ مُرسل "صحیح" کہلائے گی اور یہ ثابت ہو جائے گا کہ دونوں روایتیں یعنی مُرسل اور اس کی تائید کرنے والی، صحیح ہیں۔ اب اگر یہ دونوں مُرسل روایتیں، کسی ایسی صحیح روایت سے ٹکرا رہی ہوں، جس کا طریق ایک ہو، تو ہم ان دو مُرسل روایتوں کو "طُرق" کے تعدد کی وجہ سے ایک 'طریق' والی صحیح روایت پر ترجیح دیں گے جب کہ جمع وتطبیق کی کوئی شکل باقی نہ رہے۔

علامہ بدر الدین عینی (ف ۸۵۵ھ) "عمدۃ القاری" میں تحریر فرماتے ہیں:

ان مرسلین صحیحین إذا عارضا حديثًا صحيحًا مسندًا كان العمل بالمرسلين أولى[2]

جب دو مرسل روایتیں کسی ایک صحیح مُسند حدیث سے متعارض ہو رہی ہوں تو دونوں مرسل روایتوں پر عمل کرنا بہتر ہوگا۔

---

[1] جلال السیوطی، تدریب الراوی، تحقیق عبدالوہاب عبداللطیف، دار الفکر، سنہ ندارد، ۱/ ۱۹۹ - ۱۹۸۔

[2] علامہ محمود بن احمد العینی، عمدۃ القاری، احیاء التراث العربی، سنہ ندارد، ۳/ ۱۲۶ (باب ترک النبی صلی اللہ علیہ وسلم والناس الأعرابی حتی فرغ من بوله)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مولانا ظفر احمد عثمانی "قواعد فی علوم الحدیث" میں لکھتے ہیں:

فاذا تعارض المسند والمرسل یقدم المسند، الا اذا اعتضد المرسل باحد الوجوہ الخمسۃ التی ذکرھا الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ[1]

جب مسند اور مرسل روایتوں میں تعارض واقع ہو تو مسند کو ترجیح حاصل ہوگی، لیکن جب مُرسل کی تائید ان پانچ امور میں سے کسی ایک میں ہو رہی ہو، جن کا ذکر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے تو مرسل ہی کو ترجیح ہوگی۔

اب ابن اسحاق وغیرہ کی زیر بحث مُرسل روایت کو لیجیے، جیسا کہ اوپر گذر چکا، یہ متعدد طُرق سے ثابت ہے۔ خود ابن اسحاق کو دو ذریعوں سے پہنچی ہے۔ ایک یزید بن رومان سے، دوسرے حضرت یامین بن عمیرؓ کے خاندان کے کسی فرد سے۔ (وحدثنی بعض آل یامین ۱۹۲/۲)
حضرت یامین بن عمیرؓ قبیلۂ بنی نضیر ہی کے ایک فرد تھے اور بنو نضیر کی جلا وطنی کے وقت مسلمان ہوگئے تھے، لہٰذا ان کے خاندان کے کسی فرد کی روایت اس باب میں خاص طور سے معتبر اور قابل قبول ہونی چاہیے۔ ابونعیم کی روایت ایک الگ سند سے ثابت ہے، جس کا سلسلہ حضرت عروہ بن زبیر تک پہنچتا ہے۔ ابن جریر طبری اور ابن المنذر نے یہی مضمون عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم سے نقل کیا ہے۔ واقدی نے اس مضمون کی روایت چھ شیوخ سے کی ہے، جن میں محمد بن عبداللہ، عبداللہ بن جعفر، محمد بن صالح اور معمر بن راشد جیسے ثقہ اور معتبر رُواۃ کے نام بھی شامل ہیں۔

دوسری طرف ابن سعد، طبری، امام بخاری، ابن کثیر، ابن القیم، ابن سید الناس اور حافظ مغلطائی جیسے اکابر مورخین و محدثین نے اس پر اعتماد بھی کیا ہے۔ لہٰذا ان روایات کو

---

[1] مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی، قواعد فی علوم الحدیث، تحقیق عبدالفتاح ابوغدۃ، المطبوعات الاسلامیۃ، حلب، ۱۹۷۲ء، ص ۱۴۷۔

[redacted]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عبدالرزاق کی مسند روایت کے مقابلے میں مُرسل کہہ کر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا بلکہ حتی الامکان دونوں میں جمع و تطبیق ہی کی کوشش کی جائے گی۔ ورنہ متذکرہ بالا وجوہ کی بنا پر ابن اسحاق وغیرہ کی روایت راجح قرار پائے گی۔

اب تک یہ گفتگو بنی نضیر کی جلاوطنی کے اسباب و دواعی سے متعلق تھی، جس کا ماحصل یہ ہے کہ ان لوگوں نے غزوۂ بدر کے بعد کفار قریش کے ورغلانے میں آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش کی۔ اس کے علاوہ غزوۂ احد کے موقع پر قریش سے خفیہ ساز باز کی اور انھیں مسلمانوں کے جنگی راز بتائے۔ پھر غزوۂ بئرمعونہ کے بعد دوبارہ سازشِ قتل میں ملوث پائے گئے۔ ان پے درپے اور سنگین جرائم کے نتیجے میں انھیں جلاوطن کر دیا گیا۔

اب جلاوطنی کے زمانے کے بارے میں بھی چند امور قابل توجہ ہیں:

امام زہری کی روایت ہے کہ غزوۂ بنی نضیر ۳ھ میں غزوۂ بدر کے چھ ماہ بعد پیش آیا۔ محدثین میں امام بخاری (ف ۲۵۶ھ) اور بیہقی (ف ۴۵۸ھ) کی بھی یہی رائے ہے۔ امام بخاری صحیح بخاری میں "باب حدیث بنی النضیر" کے ذیل میں تعلیقاً لکھتے ہیں:

قال الزهري عن عروة بن الزبير كانت على رأس ستة أشهر من وقعة بدر قبل أحد[1]	امام زہری نے حضرت عروہ بن الزبیر کے حوالے سے کہا ہے کہ غزوۂ بنی نضیر، غزوۂ بدر کے چھ ماہ بعد غزوۂ احد سے پہلے پیش آیا۔

حافظ ابن حجر (۸۵۲ھ) نے "فتح الباری" میں تحریر فرمایا ہے کہ بخاری کی یہ تعلیق عبدالرزاق کی "المصنف" میں موصولاً مذکور ہے۔ لکھتے ہیں:

وصله عبد الرزاق في مصنفه عن معمر عن الزهري أتم	عبدالرزاق نے "المصنف" میں اس روایت کو "عن معمر عن الزہری" کی سند سے بہ مقابلہ

---

[1] محمد اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح (باب حدیث بنی النضیر) ۲۲/۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

من هذا[1]

اس تعلیق کے، زیادہ مکمل شکل میں موصولاً نقل کیا ہے۔

حافظ ابن حجر (ف ۸۵۲ھ) نے جس روایت کا حوالہ دیا ہے وہ 'مصنف عبدالرزاق' میں "وقعۃ بنی النضیر" کے ذیل میں اس طور پر منقول ہے:

عبد الرزاق عن معمر عن الزهري في حديثه عن عروة ثم كانت غزوة بني النضير، وهم طائفة من اليهود، على رأس ستة أشهر من وقعة بدر... الخ[2]

عبدالرزاق، معمر سے اور وہ زہری سے اور وہ عروہ کے حوالے سے اپنی روایت میں نقل کرتے ہیں کہ پھر غزوۂ بنی نضیر پیش آیا اور بنو نضیر یہود کی ایک جماعت کا نام ہے۔ یہ غزوہ، واقعۂ بدر کے بعد چھٹے مہینے کے شروع میں پیش آیا... الخ

علامہ بدرالدین عینی (ف ۸۵۵ھ) نے "عمدۃ القاری" میں بخاری کی اس تعلیق کے سلسلے میں حاکم (ف ۴۰۵ھ) کا بھی حوالہ دیا ہے، لکھتے ہیں:

وهذا التعليق وصله الحاكم عن أبي عبد الله الأصبهاني، حدثنا حسين بن الجهم، حدثنا موسى بن المساور، حدثنا عبد الله بن معاذ، عن معمر، عن الزهري به[3]

حاکم نے اس تعلیق کو موصولاً نقل کیا ہے، وہ اسے ابوعبداللہ اصفہانی سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے حسین بن جہم نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے موسیٰ بن المساور نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ

---

[1] ابن حجر العسقلانی، فتح الباری، ۸/۳۳۲۔

[2] عبدالرزاق بن ہمام، المصنف، ۵/۳۵۷۔

[3] علامہ بدر الدین عینی، عمدۃ القاری، احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۷/۱۲۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بن معاذ سے بیان کیا، انھوں نے معمر سے روایت کیا، اور انھوں نے زہری سے۔

حافظ ابن کثیر (ف ۷۷۴ھ) نے "البدایہ والنہایہ" میں بخاری کی اس تعلیق کے سلسلے میں ابن ابی حاتم (ف ۳۲۷ھ) کا بھی حوالہ دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

وقد أسنده ابن ابی حاتم فی تفسیره عن أبیه، عن عبد الله بن صالح، عن اللیث، عن عقیل، عن الزهری به۔[1]	ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اس تعلیق کو مسنداً اس طرح نقل کیا ہے کہ وہ اسے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، اور وہ عبداللہ بن صالح سے، اور وہ لیث سے، اور وہ عقیل سے اور وہ زہری سے۔

جلال الدین سیوطی (ف ۹۱۱ھ) کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ بخاری کی اس تعلیق کی تخریج عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم کی طرح عبد بن حمید (ف ۲۴۹ھ) اور بیہقی (ف ۴۵۸ھ) نے حضرت عروہ بن الزبیر سے مرسلاً کی ہے:

أخرجه عبد الرزاق، وعبد بن حمید، وابن أبی حاتم، والبیهقی عن عروة مرسلاً۔[2]	اس روایت کی تخریج عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت عروہ سے مرسلاً کی ہے۔

اس کے علاوہ وہ یہ بھی بتاتے ہیں کہ حاکم، ابن مردویہ (ف ۴۱۰ھ) اور بیہقی نے اس روایت کی تخریج حضرت عائشہؓ سے مسنداً بھی کی ہے۔ لکھتے ہیں:

أخرجه الحاکم، وصححه، وابن مردویه،	حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے "دلائل النبوۃ"

---

[1] ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۳/۷۴

[2] جلال الدین السیوطی، الدر المنثور، دار المعرفۃ، بیروت، سنہ ندارد، ۶/۱۸۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

والبیہقی فی الدلائل عن عائشۃ قالت کانت غزوۃ بنی النضیر وھم طائفۃ من الیھود، علی رأس ستۃ أشھر من وقعۃ بدر۔[1]

میں حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے کہ بنو نضیر جو یہود کی ایک جماعت ہے، ان سے غزوے کا واقعہ غزوۂ بدر کے بعد، چھٹے مہینے کے شروع میں پیش آیا۔

حاکم کے بیان یہ روایت کتاب التفسیر میں سورۃ الحشر کے ذیل میں اس طور پر منقول ہے:

أخبرنی ابوعبد اللہ محمد بن علی الصغانی بمکۃ ثنا علی بن المبارک الصغانی ثنا زید بن المبارک الصغانی، ثنا محمد بن ثور، عن معمر، عن الزھری، عن عروۃ، عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کانت غزوۃ بنی النضیر، وھم طائفۃ من الیھود علی رأس ستۃ اشھر من وقعۃ بدر۔[2]

مجھے ابوعبد اللہ الصغانی نے مکۃ المکرمہ میں بتایا کہ ہم سے علی بن مبارک صغانی نے بیان کیا کہ ہم سے زید بن مبارک صغانی نے بیان کیا، کہ ہم سے محمد بن ثور نے بیان کیا، کہ وہ عروہ سے، اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ بنو نضیر، جو یہود کی ایک جماعت ہے، ان کے ساتھ غزوۂ بدر کے بعد، چھٹے مہینے کے شروع میں، جنگ پیش آئی۔

---

[1] جلال الدین السیوطی، الدر المنثور، دار المعرفۃ، بیروت، سنہ ندارد ۶/۱۸۷

[2] ابوعبد اللہ الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، دائرۃ المعارف حیدر آباد، ۱۳۴۲ھ، ۲/۴۸۳۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حاکم نے اس روایت کو بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی (ف ۷۴۸ھ) نے "تلخیص المستدرک" میں اس پر کوئی کلام بھی نہیں فرمایا ہے، لیکن بیہقی کے نزدیک یہ روایت "مرسلاً" ہی محفوظ ہے۔ "قال البیہقی وھو المحفوظ عندنا"[1]

ان تفصیلات کا ماحصل یہ ہے کہ امام زہری (ف ۱۲۴ھ) کی روایت جس میں وہ غزوۂ بنی نضیر کو غزوۂ بدر کے چھ ماہ کا واقعہ قرار دیتے ہیں، اگرچہ مرسلاً اور مسنداً دونوں طرح سے مروی ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ مرسل ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ اگرچہ ان کی تخریج عبدالرزاق (ف ۲۱۱ھ) عبد بن حمید (ف ۲۴۹) ابن ابی حاتم (ف ۳۲۷ھ) حاکم (ف ۴۰۵ھ) ابن مردویہ (ف ۴۱۰ھ) اور بیہقی (ف ۴۵۸ھ) وغیرہ متعدد محدثین نے کی ہے اور سند کے لحاظ سے اس کی صحت میں کوئی شبہ بھی نہیں، لیکن چونکہ تمام سندوں کا مدار امام زہری پر ہے، لہٰذا کہا جائے گا کہ اصلاً یہ ایک ہی روایت ہے۔

اب وہ روایتیں ملاحظہ ہوں، جن میں غزوۂ بنی نضیر کو غزوہ احد کے بعد کا یعنی ۴ھ کا واقعہ قرار دیا گیا ہے۔

(۱) ابوعوانہ[2] (ف ۱۷۵ھ یا ۱۷۶ھ) "مسند أبی عوانہ" میں لکھتے ہیں:

حدثنا محمد[3] بن عبد الحکم القطوی بالرملۃ	ہم سے محمد بن حکم القطری نے مقام "رملہ" میں
فثنا ابراھیم[4] بن المنذر الحزامی، قال	بیان کیا، کہ ہم سے ابراہیم بن المنذر الحزامی

---

[1] السیوطی، الدر المنثور، ۱۸۷/۶

[2] (ابوعوانۃ وضاح بن عبداللہ الیشکری) "ثقۃ، ثبت" التقریب ص ۳۶۰۔

[3] (محمد بن عبدالحکم القطری) لم أعثر علی ترجمتہ۔

[4] (ابراھیم بن المنذر الحزامی) "قال عثمان الدارمی: رأیت ابن معین کتب عن ابراھیم المنذر أحادیث ابن وھب، ظننتہ المغازی" التھذیب لابن حجر ۱/۱۶۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حدثنی محمد[1] بن فلیح بن سلیمان عن موسی[2] بن عقبۃ ذکر مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التی قاتل فیہا بنفسہ، فلما قضی قعلہ من المشرکین یوم بدر ورجع رسول اللہ علیہ وسلم إلی المدینۃ غزا بنی سلیم بالکدرۃ، ثم غزا غطفان بنخل، ثم غزا قریشا وبنی سلیم بنجران، ثم رجع ولم یلق أحدا، ثم غزا یوم أحد، ثم طلب العدو حتی بلغ حمراء الأسد، ثم غزا قریشا لموعدھم فاخلفوہ، ثم غزا بنی النضیر الغزوۃ اجلاھم منہا إلی خیبر...[3] الخ

نے بیان کیا، کہ مجھ سے محمد بن فلیح بن سلیمان نے موسیٰ بن عقبہ کے واسطے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان جنگی مہموں کا ذکر کیا، جن میں آپؐ نے بہ نفس نفیس شرکت فرمائی، کہ جب آپؐ نے بدر کے دن مشرکین کے ساتھ اپنا کارنامہ انجام دے لیا اور مدینہ واپس تشریف لائے تو "کدرہ" بنو سلیم کے ساتھ غزوہ فرمایا۔ پھر "نخل" میں غطفان کے ساتھ غزوہ فرمایا۔ پھر نجران میں قریش اور بنو سلیم کے ساتھ غزوہ فرمایا۔ پھر کسی دشمن سے سامنا ہوئے بغیر واپس آگئے۔ پھر اُحد کے دن غزوہ فرمایا۔ پھر دشمن کی تلاش میں حمراء الاسد تک تشریف لے گئے۔ پھر وعدے کے مطابق قریش سے غزوے کے لئے گئے، لیکن وہ نہیں آئے۔ پھر آپ نے بنو نضیر سے غزوہ فرمایا، جس میں بالآخر آپؐ نے انہیں خیبر کی طرف جلا وطن کر دیا... الخ

---

[1] (محمد بن فلیح بن سلیمان) "صدوق" التقریب ص ۱۹۳۔

[2] (موسیٰ بن عقبہ) "ثقہ، فقیہ، امام فی المغازی" التقریب ص ۳۴۷

[3] ابو عوانہ، مسند ابی عوانہ، دائرۃ المعارف، حیدر آباد ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء ۴/۲۹۰ - ۲۹۹ -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہی روایت ابو عبداللہ الحاکم (ف ۴۰۵ھ) نے "معرفۃ علوم الحدیث" میں اس طرح نقل کی ہے:

فأخبرنا اسماعیل[1] بن محمد بن الفضل بن محمد الشعرانی، قال حدثنی جدی[2] قال حدثنا ابراھیم بن المنذر، قال حدثنا محمد بن فلیح، عن موسی بن عقبۃ قال قال ابن شہاب: غزا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدرا، والکدر ماء لبنی سلیم، ثم غزا غطفان بنخل، ثم غزا قریشا وبنی سلیم بنجران، ثم غزا یوم أحد، ثم طلب العدو بحمراء الاسد، ثم غزا قریشا لموعدھم فأخلفوہ، ثم غزا بنی النضیر.....[3] الخ

ہمیں اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرانی نے خبر دی، کہ ہم سے ہمارے دادا نے بیان کیا، کہ ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہ ہم سے محمد فلیح نے، موسیٰ بن عقبہ کے واسطے سے بیان کیا، کہ ابن شہاب زہری نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں جنگ فرمائی اور کُدر میں جو بنو سلیم کا ایک چشمہ ہے، پھر نخل میں غطفان سے جنگ فرمائی۔ پھر نجران میں قریش اور بنو سلیم سے۔ پھر اُحُد کے دن۔ پھر دشمن کی تلاش میں حمراء الاسد تک تشریف لے گئے۔ پھر قریش سے وعدے کے مطابق، جنگ کے لئے تشریف لے گئے، لیکن وہ آئے نہیں۔ پھر بنو نضیر سے جنگ فرمائی۔۔۔ الخ

---

[1] (اسماعیل بن محمد) "قال الحاکم: ارتبت فی لقیہ بعض الشیوخ" لسان المیزان لابن حجر ۴۲۴/۱

[2] (الفضل بن محمد) "قال الحاکم: کان ادیبا، فقیھا، عابدا، عارفا بالرجال.... وھو ثقۃ، لم یطعن فیہ بحجۃ" اللسان ۴۴۸/۴۔

[3] ابو عبداللہ الحاکم، معرفۃ علوم الحدیث، دائرۃ المعارف، حیدرآباد، ۱۹۶۶ء ص ۲۹۵۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۲) ابن اسحاق (ف ۱۵۱ھ) کی روایت "سیرت ابن ہشام" میں اس طور پر منقول ہے:

قال حدثنا ابو محمد عبد الملك بن هشام، قال حدثنا زياد بن عبد الله البكائي[1] عن محمد اسحاق المطلبي وكان جميع ما غزا رسول الله صلى الله عليه وسلم بنفسه سبعا وعشرين غزوة، منها غزوة ودان، وهي غزوة الابواء، ثم غزوة بواط، من ناحية رضوى، ثم غزوة العشيرة، من بطن ينبع، ثم غزوة بدر الأولى، يطلب كرز بن جابر، ثم غزوة بدر الكبرى التي قتل الله فيها صناديد قريش، ثم غزوة بني سليم حتى بلغ الكدر، ثم غزوة السويق يطلب أبا سفيان بن حرب، ثم غزوة غطفان، وهي غزوة ذي أمر، ثم غزوة نجران، معدن بالحجاز، ثم غزوة أحد،

ہم سے ابو محمد عبد الملک بن ہشام نے بیان کیا، کہ ہم سے زیاد بن عبد اللہ البکائی نے بیان کیا کہ محمد بن اسحاق المطلبی سے روایت ہے کہ وہ تمام غزوات جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود شرکت فرمائی، ستائیس[1] غزوات ہیں۔ ان میں سے ایک غزوۂ ودان ہے جسے غزوۂ ابواء بھی کہتے ہیں۔ پھر غزوۂ بواط ہے جو رضوی پہاڑ کی جانب ایک جگہ کا نام ہے۔ پھر غزوۂ عشیرہ ہے جو ینبع کے بطن میں واقع ہے۔ پھر غزوۂ بدر اولیٰ ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرز بن جابر کا تعاقب کیا، پھر غزوہ بدر کبریٰ ہے، جس میں آپؐ نے قریش کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل فرمایا۔ پھر غزوۂ بنی سُلیم ہے جس میں آپؐ کدر تک پہونچے۔ پھر غزوۂ سویق ہے، جس میں آپؐ نے ابو سفیان بن حرب

---

[1] (زیاد بن عبد اللہ البکائی) "قال ابن معین: لا بأس به فی المغازی، وأما فی غیرها فلا" میزان الاعتدال للذہبی ۲/۹۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ثم غزوة حمراء الأسد، ثم غزوة بني النضير[5]۔ الخ

کا تعاقب فرمایا۔ پھر غزوۂ غطفان ہے، جسے غزوۂ ذی امر بھی کہتے ہیں۔ پھر غزوۂ نجران ہے، جو حجاز میں ایک معدن کا نام ہے، پھر غزوۂ اُحُد ہے۔ پھر غزوۂ حمرا الاسد ہے۔ پھر غزوۂ بنی نضیر ہے۔

(۳) ابن جریر طبری (ف ۳۱۰ھ) اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

حدثنا بشر[2]، قال ثنا یزید[3]، قال ثنا سعید[4]، عن قتادة[5]: هو الذی اخرج الذین کفروا من اهل الکتاب من دیارهم لأول الحشر" قیل: الشام، وهم بنو النضیر حی من الیهود، فأجلاهم نبی الله صلی الله علیه وسلم من المدینة إلی خیبر، مرجعه من أحد[6]۔

ہم سے بشر نے بیان کیا، کہ ہم سے یزید نے بیان کیا کہ ہم سے سعید بیان کیا، کہ قتادہ سے مروی ہے کہ آیت کریمہ "هو الذی اخرج الذین کفروا الخ" میں اول الحشر سے مراد شام کو بتایا گیا ہے۔ اور اہل کتاب سے مراد بنو نضیر ہیں جو یہود کا ایک قبیلہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو

---

۱ عبدالملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۲/۶۰۸۔

۲ (بشر بن معاذ العقدی) "صدوق" التقریب ص ۴۳۔

۳ (یزید بن زریع) "ثقة، ثبت" التقریب ص ۳۳۹۔

۴ (سعید بن أبی عروبة) "ثقة، حافظ، له تصانیف، لکنه کثیر التدلیس، واختلط، وکان من اثبت الناس فی قتادة" التقریب ص ۱۲۷۔

۵ (قتادة بن دعامة السدوسی) "ثقة، ثبت" التقریب ص ۱۲۷۔

۶ (ابن جریر الطبری) جامع البیان، (سورة الحشر) ۲۸/۱۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مدینے سے خیبر کی جانب جلا وطن کر دیا۔ یہ غزوۂ احد سے واپسی کے بعد کا واقعہ ہے۔

(۴) واقدی (ف ۲۰۷ھ) نے بھی کتاب المغازی کے آغاز میں غزوات کی تعداد اور ان کی ترتیب سے اجمالاً بحث کرتے ہوئے اپنے متعدد شیوخ کے حوالے سے غزوۂ بنی نضیر کو غزوۂ اُحُد کے بعد ہی رکھا ہے اور اس کا سنہ وقوع بھی ۴ھ کو قرار دیا ہے۔ تطویل سے احتراز کی خاطر ہم اُن کی طویل روایت کا محض ایک ٹکڑا نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

.... ثم غزا النبی صلی اللہ علیہ وسلم أحد فی شوال علی رأس اثنین وثلاثین شهرا .... ثم بئر معونة امیرها المنذر بن عمرو فی صفر علی رأس ستة وثلاثین شهرا ..... ثم غزا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی النضیر فی ربیع الأول علی رأس سبعة و ثلاثین شهرا۔[1]

... پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحُد فرمائی۔ ماہ شوال میں، ہجرت کے بعد ہجرت کے ۳۲ ویں مہینے کے شروع میں ... پھر بئر معونہ کا واقعہ پیش آیا۔ اس کے امیر منذر بن عمرو تھے۔ ماہ صفر میں، ہجرت کے بعد ۳۶ ویں مہینے میں ... پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر سے جنگ کی۔ ماہ ربیع الاول میں، ہجرت کے بعد ۳۷ ویں مہینے کے شروع میں۔

اس کے ساتھ ساتھ ابن اسحاق (ف ۱۵۱ھ)، واقدی (ف ۲۰۷ھ)، موسیٰ بن عقبہ (ف ۱۴۱ھ)، عاصم بن عمر بن قتادہ (ف بعد ۱۲۰ھ)، عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم (ف ۱۳۵ھ) اور عروۃ بن الزبیر (ف ۹۴ھ) کی وہ روایتیں، جن میں قبیلۂ بنی عامر کے

---

[1] واقدی، کتاب المغازی، ۱/۳۰۴

© rasailojaraid.com

تو لیے کے دیت کے سلسلے میں بنو نضیر کی بستی کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری
ر پھر سازش قتل کو اس غزوے کا سبب بتایا گیا ہے اور جن کی تفصیلات پچھلے صفحات
گزر چکی ہیں، ان سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس غزوے کا زمانۂ وقوع غزوۂ اُحد کے
بعد ۴ھ ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام روایات بھی امام زہری کی اس روایت سے متعارض
، جس میں اسے غزوۂ بدر کے چھ ماہ بعد ۳ھ کا واقعہ بتایا گیا ہے۔ محدثین و
باب سیر نے اس سلسلے میں عام طور پر ابن اسحاق وغیرہ کی روایت کو راجح اور امام
ہری کی روایت کو مرجوح قرار دیا ہے۔

حافظ ابن قیم (ف ۷۵۱ھ) تحریر فرماتے ہیں:

عم محمد بن شهاب الزهری أن غزوة
ی النضیر كانت بعد بدر بستة
هر، وهذا وهم أو غلط علیه
الذی لا شك فیه انها كانت
د أحد، والتی كانت بعد بدر
ستة أشهر هی غزوة بنی قینقاع،
وكان له مع الیهود أربع غزوات؛
وة بنی قینقاع بعد بدر، والثانیة
النضیر بعد أحد، والثالثة
یظة بعد الخندق، والرابعة
یبر بعد الحدیبیة [1]

محمد بن شہاب زہری نے کہا ہے کہ غزوۂ بنی نضیر، غزوۂ بدر کے چھ ماہ بعد پیش آیا۔ اس قول میں یا تو انھیں وہم ہوا یا ان کی جانب اس کا انتساب غلط ہے۔ صحیح اور درست بات یہ ہے کہ غزوۂ بنی نضیر غزوۂ اُحُد کے بعد پیش آیا۔ غزوۂ بدر کے چھ ماہ بعد جو غزوہ ہوا وہ غزوۂ بنی قینقاع ہے... یہود کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار غزوات ہوئے؛ اول غزوۂ بنی قینقاع، بدر کے بعد۔ دوم غزوۂ بنی نضیر، اُحُد کے بعد۔ سوم غزوۂ قریظہ،

---

۱ ابن قیم، زاد المعاد، ۳/۲۴۹

© rasailojaraid.com

خندق کے بعد، چہارم غزوۂ بئر معونہ کے بعد۔

حافظ ابن کثیر (ف ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

ذكر البيهقي والبخاري قبله، وقصة بني النضير قبل وقصة أحد، والصواب إيرادها بعد ذلك، كما ذكر ذلك محمد بن إسحاق وغيره من أئمة المغازي[1]

بیہقی نے اور ان سے پہلے امام بخاری نے غزوۂ بنی نضیر کا ذکر غزوۂ اُحد سے پہلے کیا ہے حالانکہ درست یہ ہے کہ اسے غزوۂ اُحد کے بعد لایا جائے، جیسا کہ محمد بن اسحاق اور دوسرے اہل مغازی نے کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی (ف ۸۵۲ھ) تحریر فرماتے ہیں:

وإذا ثبت أن سبب إجلاء بني النضير ما ذكر من همهم بالغدر به صلى الله عليه وسلم، وهو إنما وقع عندما جاء إليهم ليستعين بهم في دية قتيلي عمرو بن أمية، تعين ما قال ابن إسحاق، لأن بئر معونة كانت بعد أحد بالاتفاق وأغرب السهيلي فرجح ما قال الزهري[2]۔

اور جب ثابت ہو گیا کہ بنو نضیر کی جلاوطنی سبب مذکور کی بنا پر عمل میں آئی، یعنی اس بنا پر کہ ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بد عہدی کا ارادہ کیا اور اس کا ظہور اس وقت ہوا جب کہ آپؐ ان کے یہاں ان دو آدمیوں کی دیت کے سلسلے میں تشریف لے گئے، جو حضرت عمرو بن امیہؓ کے ہاتھوں قتل ہو گئے تھے، تو (اس غزوہ کے زمانے کے سلسلے میں) ابن اسحاق نے جو کچھ کہا ہے، وہ بھی متعین ہو گیا۔ اس لیے کہ بئر معونہ بالاتفاق غزوۂ احد کے بعد پیش آیا تھا۔ سہیلی نے عجیب بات کی کہ اس سلسلے میں زہری کے قول کو راجح قرار دیا۔

(باقی)

© rasailojaraid.com